مستورات سے خطاب

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مستورات سے خطاب

(تقریر فرمودہ ۲۷؍ دسمبر ۱۹۳۹ء بر موقع [خلافت جوبلی] جلسہ سالانہ قادیان)

لجنہ اماء اللہ قادیان کی طرف سے جو ایڈریس اس وقت پڑھا گیا ہے میں پہلے تو اس کے متعلق انہیں جَزَاکُمُ اللّٰہُ اَحۡسَنَ الۡجَزَاءِ کہتا ہوں پھر انہیں یقین دلاتا ہوں کہ طبقۂ نسواں کی اصلاح کا کام ہرگز کسی شخص کا احسان نہیں بلکہ یہ ایک فرض ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسولوں اور ان کے جانشینوں کے کندھوں پر عائد کیا جاتا ہے۔ پس جو فرض میں خدا تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے ادا کرتا ہوں وہ کوئی احسان نہیں بلکہ اپنی عاقبت کے لئے میں ایک ذخیرہ جمع کرتا ہوں۔

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اور مرد سب کے سب ایک ہی مقصد کے لئے پیدا کئے گئے ہیں اور وہ مقصد خدا تعالیٰ کے قرب کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ سب مرد اور عورتیں مل کر اس کے حضور پاک دل اور نیک ارادہ لے کر آئیں اور خدا تعالیٰ کے قرب میں وہ اعلیٰ سے اعلیٰ درجے حاصل کریں۔ سارا قرآن اسی سے بھرا پڑا ہے۔ چنانچہ جہاں جنت کا ذکر ہے وہاں مردوں اور عورتوں کو اکٹھا شامل کیا ہے۔ گو احکام میں مَردوں اور عورتوں کا اکٹھا ذکر نہیں بلکہ مردوں کے ذکر میں ہی عورتوں کو شامل کر لیا گیا ہے اور درحقیقت قرآنِ حکیم ہی وہ واحد اور کامل کتاب ہے جس نے عورتوں کے حقوق قائم کئے۔ اس سے پہلے نہ موسیٰؑ کی کتاب میں ان تمام حقوق کا ذکر تھا، نہ عیسیٰؑ کی تعلیمات میں یہ تمام باتیں پائی جاتی تھیں، نہ حضرت نوحؑ، حضرت ابراہیمؑ اور دیگر انبیاء نے ان امور کا تفصیل کے ساتھ ذکر کیا۔ صرف قرآن کریم ہی ہے جس نے دنیا کو بتلایا کہ عورت بھی ویسی ہی ترقی کی تڑپ اپنے اندر رکھتی ہے جس طرح مرد، اور ویسی ہی اُمنگیں، ویسے ہی جذبات اور ویسی ہی قربانی کی روح اور ارادے رکھتی ہے جس طرح

مرد رکھتے ہیں۔ وہ قرآنِ کریم ہی ہے جس کے ذریعہ پہلی دفعہ دنیا میں یہ آواز بلند ہوئی کہ وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ [1] اے مردو! جو عورتوں کے حقوق تلف کرتے آئے ہو اب ہم اعلان کرتے ہیں کہ جس طرح تمہارے بعض حقوق عورتوں پر ہیں اسی طرح عورتوں کے بعض حقوق تم پر ہیں۔ اگر عورتیں دوسری قوموں کو قرآن کریم کا یہ اعلان سنا دیتیں اور اپنے بچوں کو بھی بتاتیں کہ عورتوں کو بھی ایسے ہی اختیارات حاصل ہیں جس طرح مردوں کو، تو آج دنیا اس تعلیم سے بے بہرہ نہ رہتی اور نہ ذلت میں پھنستی۔ اس کی ذمہ داری تم پر ہے۔ اگر تم نے اپنے بیٹوں کو یہ تعلیم دی ہوتی کہ عورتوں کے حقوق شریعتِ اسلامیہ نے قائم کئے ہوئے ہیں جنہیں توڑنا شدید ترین گناہ ہے تو تم کبھی غلامی کی زنجیروں میں نہ جکڑی جاتیں۔ پس یہ قرآنی تعلیم ہے اور اس پر عمل کرنا اور دوسروں سے کرانا ہر مؤمن کا فرض ہے، کسی کا احسان نہیں۔ اور میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملہ میں ہماری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہوسکتی۔ اور جب تک کوئی خدا تعالیٰ کو ماننے والا ہے عورتوں کی ترقی و تنظیم کیلئے اس کی طرف سے ضرور کوششیں جاری رہیں گی کیونکہ اگر وہ کوتاہی کرے تو وہ تمہارا گنہگار نہیں بلکہ خدا کا گنہگار ہوگا لیکن اس وقت عورتوں کا ایک حصہ بعض ایسے حقوق طلب کرنے لگ گیا ہے جو قرآن کے خلاف ہیں۔ مثلاً یہ کہ عورتیں پارلیمنٹ کی ممبر بنیں، گھوڑے کی سواری کریں، ظاہر ہے کہ ایسی عورت بچوں کی تربیت نہیں کرسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ یورپ میں ماں کی گود تربیت کا موجب نہیں ہے بلکہ اس کے لئے نرسنگ ہوم مقرر ہیں جہاں بچے بھیج دیئے جاتے ہیں۔ دائیاں دودھ پلاتی اور کھلاتی رہتی ہیں۔ جب بچے بڑے ہوتے ہیں تو بورڈنگ میں داخل کر دیئے جاتے ہیں کیونکہ مائیں ناچ گانے میں لگی رہتی ہیں حالانکہ خدا تعالیٰ نے انسانی زندگی کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ جس طرح ڈاکٹر اور وکیل دونوں اپنی اپنی جگہ مفید کام کرتے ہیں اسی طرح عورتیں اپنی جگہ کام کر رہی ہیں اور مرد اپنی جگہ اور مرد اور عورت دونوں کے کاموں کے دائرے الگ الگ ہیں لیکن اگر یہ اصول رائج کیا جائے کہ سب لوگوں کو وکیل بننا چاہئے یا ساری دنیا ڈاکٹر ہونی چاہئے یا سارے ہی لوہار یا ترکھان ہونے چاہئیں تو دنیا کا کارخانہ تباہ ہو جائے۔ برابری کے یہ معنی نہیں کہ عورت اور مرد دونوں ایک کام کریں بلکہ یہ ہیں کہ قومی طور پر دونوں پر یکساں طور پر ذمہ داریاں عائد ہیں۔ چنانچہ دیکھ لو اللہ تعالیٰ نے عورت پر کتنی بڑی ذمہ داری عائد کی ہوئی ہے کہ ایک طرف وہ لڑکے کی تربیت کرتی ہے اور دوسری طرف لڑکی کی۔ گویا ایک طرح سارے زمانہ کو اس کی غلامی میں دیدیا جاتا ہے۔ اسی حقیقت کو

رسول کریم ﷺ نے اس حدیث میں فرمایا ہے کہ عورت کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔[۲] اسی طرح مرد کو کہا گیا ہے کہ فلاں بات تم عورت سے منوا سکتے ہو اور فلاں نہیں۔ مثلاً اپنے مال میں وہ بالکل آزاد ہے۔ عجیب بات ہے کہ یورپ جو آج شور مچا رہا ہے کہ اس نے عورت کی عزت اور آزادی قائم کی وہاں بھی عورت کے حقوق صرف بیس سال سے رائج ہوئے لیکن اسلام نے ساڑھے تیرہ سَو سال سے عورت کے حقوق کو قائم کیا ہؤا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ عورتیں نہ تو یورپ کی آزادی اختیار کریں اور نہ جہالت میں گرفتار رہیں۔ مثلاً بعض عورتیں یہ کہہ دیا کرتی ہیں کہ مذہب خدا کی مرضی کا نام ہے اور جب خدا کی مرضی سمجھ میں آ جائے تو خاوند کی مرضی اس کے متعلق ضروری ہوتی ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کہ خاوند کو یا بھائی کو یا باپ کو مذہب کے معاملہ میں عورت پر کسی قسم کا تصرف حاصل ہے۔ ہر عورت کو حق ہے کہ جب دین کی کوئی بات سمجھ میں آ جائے تو اس پر عمل کرے خواہ سب اس کے مخالف ہوں۔ وہ یہ عذر نہیں کر سکتی کہ میرے باپ یا بھائی یا خاوند نے اجازت نہیں دی۔ خدا کہے گا کہ صداقت کے معاملہ میں مَیں نے تجھے کسی کے ماتحت نہیں رکھا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان کا تعلق دماغ سے رکھا ہے اور دماغ میں جو کچھ ہوتا ہے اس کا دوسرے کو علم نہیں ہوتا۔ اب تم اتنی عورتیں یہاں بیٹھی ہو ممکن ہے کسی عورت کا بچہ شور مچا رہا ہو اور تم اپنے دل میں یہ کہہ رہی ہو کہ کیسی نالائق ہے اس نے لیکچر خراب کر دیا مگر وہ تمہارے اِن خیالات سے بالکل ناواقف ہوگی۔ تو دماغ کو اللہ تعالیٰ نے ایک مخفی خزانہ کی صورت میں بنایا ہے جس کے اوپر نہ بادشاہ کو حکومت حاصل ہے نہ باپ یا بیٹے یا استاد کو۔ گویا خدا تعالیٰ نے تمہیں یہ ایک ایسا صندوق دیا ہے جس میں تم اپنے ضروری راز رکھ سکتی ہو۔ اگر تم کسی کو دس سال بھی اپنے پاس رکھو تو اس کو پتہ نہیں لگے لگا کہ تمہارے اس صندوق میں کیا ہے جب تک تم خود نہ بتلاؤ کہ میرے دل اور دماغ میں کیا ہے۔ وہ تمہارا ذاتی ٹرنک ہے اگر تم کوئی راز کسی کو بتلانا چاہتی ہو تو کنجی لگا کر کھول لیتی ہو اور جو نہیں بتلانا چاہتی کنجی نہیں لگاتیں۔ پس خدا تعالیٰ نے ہر ایک کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اس خزانہ کو محفوظ رکھے۔ یہ ہر ایک کا ذاتی ٹرنک ہے جس میں کسی کو اگر کوئی شریک کرنا چاہتا ہے تو اس کا دروازہ کھول دیتا ہے اور اگر شریک نہیں کرنا چاہتا تو اس کو نہیں کھولتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے دماغ کی کنجی تمہارے ہاتھ میں دی ہے اور سچائی کے معاملہ میں نہ تو مرد کو اس پر حق حاصل ہے نہ بھائی کو۔ ہزارہا عورتیں ایسی ہیں جو سچائی کے کھلنے پر بھی نہیں مانتیں اور ایمان کو محض باپ یا ماں یا خاوند وغیرہ کے ڈر کی وجہ سے حاصل نہیں کر سکتیں۔ آنحضرت ﷺ

کے پاس ایک دفعہ ایک عورت آئی اور اس نے کہا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! میرا خاوند صدقہ دینے سے منع کرتا ہے کیا میں پوشیدہ طور پر صدقہ دے دیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا۔ ہاں[۳]۔ گویا ان معاملات میں عورت کو حق دیا گیا ہے کہ وہ خاوند کے مال سے بغیر دریافت کئے خرچ کرسکتی ہے۔ پس ان حقوق کو جو خدا تعالیٰ نے تمہیں دیئے ہیں یاد رکھو اور اس کے احسانات کی قدر کرو تا کہ تمہاری ترقی ہو۔

اَب میں ایڈریس کے متعلق کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ اس میں ایک غلطی کی گئی ہے اور وہ یہ کہ صرف قادیان کی لجنہ کا حق نہیں تھا کہ وہ انفرادی رنگ میں اپنی طرف سے ایڈریس پیش کر دیتی بلکہ باہر کی لجنات کا بھی حق تھا اور کوئی وجہ نہیں تھی کہ ان کو شامل نہ کیا جاتا۔ قادیان کی لجنہ کو اس لئے خصوصیت حاصل نہیں کہ وہ ایک ممتاز لجنہ ہے بلکہ اس لئے فوقیت حاصل ہے کہ وہ مرکزی لجنہ ہے۔ اگر وہ اپنے نام کے ساتھ صرف قادیان کا نام نہ لکھتیں تو دوسروں کے حوصلے وسیع ہو جاتے اور تمام لجنات کی طرف سے مشترکہ ایڈریس ہو جاتا۔

اس کے بعد مَیں جماعت کی مستورات کو اس امر کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ انہیں اپنے اپنے مقام پر لجنات قائم کرنی چاہئیں اور کام کرنے والی عورتیں اس میں داخل کرنی چاہئیں۔ جس طرح دماغ بات نہیں کرسکتا اسی طرح جب تک ہاتھ نہ ہوں انسان کوئی کام نہیں کرسکتا۔ اگر کسی جگہ آگ لگ جائے اور ایک لنگڑا آدمی وہاں ہو تو اس کا دماغ فوراً یہ فیصلہ کر دے گا کہ بھاگ جا لیکن اس کے پاؤں جواب دے رہے ہوں گے اور باوجود دماغ کے فیصلہ کے وہ بھاگ نہیں سکے گا اسی طرح اگر ایک عورت کا بچہ گڑھے میں گر جائے تو باوجود اس کے کہ عورت کا دماغ کہے گا کہ اسے نکال اگر اس کے ہاتھ نہیں تو وہ نکال نہیں سکے گی۔ لجنات بھی نظامِ سلسلہ میں بازو کی حیثیت رکھتی ہیں اور ضروری ہے کہ تمام مقامات پر ان کا قیام کیا جائے۔ پس اپنی اپنی جگہ لجنات قائم کرو اور اپنی اخلاقی، تعلیمی اور دینی تربیت کا سامان کرو۔ اس وقت تک صرف پچیس لجنات قائم ہیں حالانکہ مردوں کی ساڑھے سات سَو انجمنیں ہیں۔ تمہیں چاہئے کہ اس سُستی کو دور کرو اور ہر جگہ لجنہ اماء اللہ قائم کرنے کی کوشش کرو۔

ایک انگریز نومسلم خاتون کا تہنیت نامہ

حضور کی تقریر ابھی جاری تھی کہ انگلستان کی احمدی خواتین کی نمائندہ انگریز نومسلم خاتون محترمہ سلیمہ صاحبہ تشریف لائیں۔ حضور نے ازراہِ کرم اپنی تقریر کو بند

کرتے ہوئے انہیں اپنا ایڈریس پیش کرنے کا موقع دیا۔ چنانچہ خاتون موصوفہ نے اپنا ایڈریس انگریزی زبان میں حضور کی خدمت میں پیش کیا اور حضور نے انگریزی میں ہی اس کا موزوں جواب دیا۔ بعدازاں فرمایا:۔

یہ ہماری نومُسلمہ بہن ہے جس کا نام سلیمہ ہے۔ یہ انگلستان کی رہنے والی ہیں۔ ان کی تار مجھے صبح ملی تھی کہ وہ آ رہی ہیں اور انہیں اپنا ایڈریس سنانا ہے۔ دس بجے آنے کا خیال تھا لیکن وقت پر نہ پہنچ سکیں۔

تم نے دیکھا ہے کہ کس خوبصورتی کے ساتھ انہوں نے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھی ہے۔ تم میں سے بہت کم ہوں گی جو اس رنگ میں صحیح بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ سکتی ہوں۔ انگریز لوگ عربی نہیں پڑھ سکتے پھر یہ کیسے افسوس کی بات ہے کہ عیسائی عورت تو اس خوبصورتی سے پڑھے اور تم اس ملک کی ہوکر بِسْمِ اللّٰہِ صحیح نہ پڑھ سکو۔

یہ چند باتیں بطور نصیحت مَیں نے مختصراً بیان کر دی ہیں کیونکہ آج اِس قسم کی مصروفیت ہے کہ میرے لئے لمبی تقریر کرنا مشکل ہے۔ دوسرے مردوں میں جو میری تقریر ہوتی ہے وہ بھی چونکہ لاؤڈ سپیکر کے ذریعہ عورتیں سن سکتی ہیں اس لئے بظاہر کسی علیحدہ تقریر کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن چونکہ رسول کریم ﷺ کبھی کبھی عورتوں میں تقریر فرمایا کرتے تھے اس لئے باوجود لاؤڈ سپیکر کے میں نے اس سلسلہ کو جاری رکھا۔ اسی سنت کے ماتحت میں آج بھی ایک مختصر سی تقریر کر دینا چاہتا ہوں۔

اس کے بعد حضور نے مستقل تقریر فرمائی جو درج ذیل کی جاتی ہے۔

تشہّد وتعوّذ کے بعد حضور نے حسبِ ذیل آیاتِ قرآنیہ کی تلاوت کی:۔

وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ○ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ○ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ○ اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَيُلَقَّوْنَ فِيْهَا تَحِيَّةً وَّسَلٰمًا ○ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ○ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاۗؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا [1]

اس کے بعد فرمایا:۔

بعض مرضیں بعض قوموں میں زیادہ ہوتی ہیں۔ مثلاً ہمارے ملک میں سینکڑوں خون ہر سال

ہو جاتے ہیں ذرا غصہ آیا مرد نے گنڈاسا اُٹھایا اور دوسرے کا سر کاٹ دیا۔ کسی جگہ زمین کا جھگڑا ہو گیا یا شادی بیاہ یا لین دین کے معاملہ میں اختلاف ہو گیا تو قتل کر دیا۔ یہ بات عورتوں میں بہت کم ہے۔ اگر سارے سال میں سینکڑوں مرد پھانسی پاتے ہیں تو اس کے مقابلہ میں عورت صرف ایک ہو گی۔ مگر بعض ایسی باتیں ہیں جو عورتوں میں زیادہ ہوتی ہیں۔ جس طرح مردوں میں قتل وخونریزی زیادہ ہے اسی طرح عورتوں میں جھوٹ زیادہ ہے اور جہاں مرد گنڈاسا لئے پھرتا ہے وہاں عورت زبان سے قتلِ عام کرتی پھرتی ہے اسی لئے رسول کریم ﷺ بیعت لیتے وقت عورتوں سے یہ عہد لیا کرتے تھے کہ ہم جھوٹے اتہام نہیں باندھیں گی معلوم ہوتا ہے عرب عورتوں میں اتہام لگانے کی عام عادت تھی۔ پھر جھوٹ بولنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچوں کو بھی اس کی عادت پڑ جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ جب ہماری ماں جھوٹ بولتی ہے تو ہم اس سے زیادہ کیوں نہ بولیں۔ ایک قصہ مشہور ہے کہتے ہیں دو دوستوں نے آپس میں کہا کہ اپنے اپنے خاندان کی کوئی بات سناؤ۔ اس پر ایک کہنے لگا کہ اب تو وہ بات نہیں رہی ہم تو بڑے رئیس ہؤا کرتے تھے۔ چنانچہ ہمارے نانا کا اتنا بڑا طویلہ تھا کہ جب قحط پڑا کرتا تو سارے شہر کے جانور اس کے ایک کونے میں سما جاتے۔ دوسرا کہنے لگا ہمارے نانا جان کے پاس ایک ایسا بانس تھا کہ جب کبھی بارش نہ ہوتی تو وہ بانس سے بادلوں کو چھید کر بارش برسا لیتے۔ دوسرے کو غصہ آ گیا کہنے لگا تمہارے نانا جان یہ بانس رکھا کہاں کرتے تھے۔ وہ کہنے لگا تمہارے نانا جان کے طویلہ میں۔ اب دیکھو یہ کتنا بڑا جھوٹ ہے جو اُن دونوں نے بولا۔ تھوڑے ہی دن ہوئے میں نے ایک اور قصہ پڑھا ہے کہ ایک رنگریز کی لڑکی سکول میں داخل ہوئی۔ ادھر سے ایک حلوائی کی لڑکی بھی داخل ہوئی۔ اُس نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو تو حلوائی کی لڑکی کہنے لگی کہ میرے ابا ڈپٹی ہیں۔ دوسری کہنے لگی کہ میرے ابا بڑے بینکر ہیں، ساہوکارہ کا کام ہے اور بیسیوں ہمارے مکان ہیں۔ ایک دفعہ اس نے اپنی سہیلی کی دعوت کر دی۔ اب بینکر کی لڑکی کے ہاں نوکر تو تھے نہیں اس نے اپنے بھائی بہنوں کو نوکر بنایا۔ پیسٹری رکھی جلیبیاں منگوائیں، بازار سے چائے کے برتن منگوائے اور جب ڈپٹی کی لڑکی آئی تو دونوں طرف سے باتیں ہونے لگیں۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک ہمسائی آئی۔ جب اس کی نظر دوسری لڑکی پر پڑی تو کہنے لگی یہ تو ہمارے رنگریز بھائی کی لڑکی ہے۔ حلوائی کی لڑکی کہنے لگی یہ تو بینکر کی لڑکی ہے وہ کہنے لگی بینکر کی بیٹی ہے، یہ تو ہمارے محلّہ کے فلاں رنگریز کی لڑکی ہے۔ تو یہ پاکھنڈ محض اس لئے بنایا کہ وہ اِس کو امیر سمجھے اور یہ اُس کو۔ تو اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم

میں فرماتا ہے وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ مومن جھوٹ سے الگ رہتا ہے۔ اگر اسے پتہ لگے کہ فلاں نے جھوٹ بولا ہے تو اس کی دوستی چھوڑ دیتا ہے اور وہ کسی جھوٹے سے تعلق نہیں رکھتا۔ اور گو اس تعلیم کے مرد بھی مخاطب ہیں مگر عورتیں اس کی زیادہ مخاطب ہیں۔ اسی وجہ سے بیعت کی شرطوں میں اَب جھوٹ سے بچنے کے عہد کو بھی شامل کر لیا گیا ہے۔ پہلے بیعت کے الفاظ یہ تھے کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گی مگر اَب اس کے ساتھ یہ زیادہ کر دیا گیا ہے کہ میں جھوٹ نہیں بولوں گی۔ پس تم اپنے دلوں میں یہ اقرار کرو کہ جھوٹ نہیں بولوں گی۔ جھوٹ کے یہ معنی نہیں کہ تم ہر ایک کو اپنی بات بتلاؤ۔ مثلاً اگر کسی چور کی بیوی تمہارے پاس راز لینے آتی ہے تو تم اس سے کہہ سکتی ہو کہ میں نہیں بتاتی جاؤ نکل جاؤ۔ یہ جھوٹ نہیں ہو گا لیکن یہ ضرور جھوٹ ہو گا کہ تم اسے اصل جگہ چھپا کر دوسری جگہ بتاؤ۔ پس آج تمام احمدی عورتیں کان کھول کر سن لیں کہ عورت کی بیعت میں یہ عہد شامل ہے اور جو جھوٹ بولے گی وہ خود اپنی بیعت کی شرط کو توڑنے والی قرار پائے گی۔

وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا پھر مومن کی یہ علامت بتلائی کہ جب وہ کوئی لغو بات دیکھتا ہے تو اس کے پاس سے گزر جاتا ہے لیکن یہ بات نہایت ہی افسوسناک ہے کہ عورت ہمیشہ لغویات کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ مثلاً بلا وجہ دوسری سے پوچھتی رہتی ہے کہ یہ کپڑا کتنے کا لیا، یہ زیور کہاں سے بنوایا اور جب تک اس کی ساری ہسٹری معلوم نہ کر لے اسے چین نہیں آتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سنایا کرتے تھے کہ ایک عورت نے انگوٹھی بنوائی لیکن کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی۔ اس نے تنگ آ کر اپنے گھر کو آگ لگا دی۔ لوگوں نے پوچھا کچھ بچا بھی؟ اس نے کہا سوائے اس انگوٹھی کے کچھ نہیں بچا۔ ایک عورت نے پوچھا بہن تم نے یہ انگوٹھی کب بنوائی تھی؟ یہ تو بہت خوبصورت ہے۔ وہ کہنے لگی اگر یہی بات تم پہلے پوچھ لیتیں تو میرا گھر کیوں جلتا۔ یہ عادت عورتوں سے ہی مخصوص نہیں بلکہ مردوں میں بھی ہے۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ کے بعد پوچھنے لگ جاتے ہیں کہ کہاں سے آئے ہو؟ کہاں جاؤ گے؟ کیا کام ہے؟ آمدنی کیا ہے؟ بھلا دوسرے کو اس معاملہ میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے؟ انگریزوں میں یہ کبھی نہیں ہوتا کہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں کہ تو کہاں ملازم ہے؟ تعلیم کتنی ہے؟ تنخواہ کیا ملتی ہے؟ وہ کبھی کریدنے کا خیال نہیں کرتے۔

غرض عورتوں میں یہ لغویّت انتہاء درجہ کی ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مومن لغو کام نہیں کرتا

جن لوگوں کو بڑی بڑی باتوں کا خیال ہوتا ہے ان کو چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف توجہ کرنے کی بھلا فُرصت ہی کب ہوسکتی ہے۔ اگر تمہیں دین کا فکر ہو اور تمہیں معلوم ہو کہ اسلام ایک خطرناک مصیبت میں گِھرا ہؤا ہے تو تم کو دوسری طرف توجہ ہو ہی نہیں سکتی۔ تمہارے گھر میں آگ لگی ہوئی ہو تو تم کس طرح چَین لے سکتی ہو۔ اسی طرح آج جبکہ مسلمانوں کے گھروں میں آگ لگی ہوئی ہے تم کس طرح یہ برداشت کرسکتی ہو کہ گوٹہ کناری میں مشغول رہو۔ کیوں نہیں تم وہ وقت خدا تعالیٰ کے دین کیلئے وقف کردیتیں اور کیوں تم وہی وقت دینی تعلیم کیلئے وقف نہیں کردیتیں؟ تمہارے دل مردہ ہیں جبھی تو خدا کے دین کی مصیبت تمہیں نہیں رُلاتی اور تم لغو باتوں کی طرف متوجہ رہتی ہو۔

وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّ عُمْيَانًا

پھر مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جب ان کے سامنے خدا کی باتیں بیان کی جاتی ہیں تو وہ بہرے اور اندھے ہوکر نہیں گزر جاتے۔ یعنی جب ان کے سامنے خدا کی باتیں بیان کی جائیں تو یہ نہیں کہ عمل نہ کریں بلکہ فوراً عمل پر آمادہ ہو جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی باتوں کو توجہ سے سنتے ہیں۔ مَیں نے مَردوں میں دیکھا ہے کہ مَرد گھنٹوں بیٹھے رہتے ہیں اور آواز تک نہیں نکالتے مگر عورتیں برداشت نہیں کرسکتیں اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد باتیں کرنے لگ جاتی ہیں۔ گویا ان کی توجہ دین کی باتوں کی طرف ہوتی ہی نہیں۔ ہمارے مُلک میں قصہ مشہور ہے کہ ایک بزرگ مسجد میں نماز پڑھنے گئے۔ امام کے خیالات پریشان تھے اسے نماز میں پندرہ روپوں کا خیال آ گیا۔ اِدھر مقتدیوں کا خیال تھا کہ امام صاحب سورۃ فاتحہ پڑھ رہے ہیں۔ مگر اسے خیال تھا کہ پندرہ روپوں سے دِلّی سے فلاں فلاں چیزیں خریدوں گا۔ اس طرح ہوتے ہوتے پانچ ہزار ہوگئے۔ رکوع میں خیال آیا کہ جب پانچ ہزار ہو جائیں گے تو بخارا جاؤں گا۔ وہاں سے گھوڑے خریدوں گا اور اسی طرح بیس ہزار ہو جائیں گے پھر واپس دِلّی آ کر بیس ہزار کے چالیس ہزار بنا لوں گا۔ اُدھر اللہ تعالیٰ نے اس بزرگ کو کشف میں یہ تمام باتیں بتادیں اور وہ نماز توڑ کر الگ ہو گئے۔ سلام پھیر کر امام نے کہا کہ تم کافر ہو، مسلمان ہوتے تو ہمارے ساتھ نماز کیوں نہ پڑھتے۔ وہ کہنے لگے میں کمزور ہوں زیادہ چل پھر نہیں سکتا۔ آپ تو دِلّی گئے پھر بخارا گئے وہاں سے گھوڑے لیکر پھر دِلّی آئے مجھ سے یہ سفر نہ ہوسکا اور میں آپ سے علیحدہ ہوگیا۔ وہ شرمندہ ہوکر معافی مانگنے لگا اور کہنے لگا آپ تو بزرگ معلوم ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذکرِ الٰہی کے

موقع پر مؤمن پوری طرح متوجہ رہتے ہیں مگر تم میں سے بعضوں کی یہ حالت ہوتی ہے کہ اِدھر نماز میں مصروف ہوئیں اور اُدھر تمہارا دماغ شامی کباب کا نسخہ تیار کرنے لگا یا کسی اور دنیاوی کام کو سوچنے میں مصروف ہو گیا۔ غرض بہت سی عورتوں میں یہ مرض ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک دفعہ عورتوں میں روزانہ لیکچر دینے شروع کئے۔ ایک دن کسی نے عرض کیا کہ حضور پوچھئے تو سہی یہ سمجھی کیا ہیں۔ آپ نے ایک عورت کو بلا کر پوچھا وہ برابر پندرہ روز سے لیکچر سن رہی تھی مگر کہنے لگی یہی نماز روزہ کی باتیں ہوئی ہوں گی۔ یہ سن کر آپ نے لیکچر ہی بند کر دیئے۔ تو عورتیں بہت کم توجہ سے سنتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ایمان کی علامت یہ ہے کہ تم توجہ سے خدا تعالیٰ کی باتیں سنو۔

پھر فرمایا۔ مؤمن کی علامت یہ ہے کہ **وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّ اجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا** ہر انسان کی فطرت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات رکھی ہے کہ وہ بڑائی چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم تمہاری اس فطرت سے آگاہ ہیں اور ہم بھی چاہتے ہیں کہ تمہیں بڑائی مل جائے مگر اس کے حصول کا ذریعہ یہ ہے کہ تم اپنے لئے امام بننے کی دعا کرتے رہا کرو۔ اس میں بتایا کہ مؤمن کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر راضی نہیں رہنا چاہئے بلکہ لیڈر اور امام بننے کی خواہش کرنی چاہئے۔ مگر کس کا امام؟ متقیوں کا امام غیر متقیوں کا نہیں۔ ممکن ہے تمہیں خیال پیدا ہو کہ ہر شخص کس طرح لیڈر اور امام بن سکتا ہے۔ سو میں بتاتا ہوں کہ اس سے مرد اور عورتیں دونوں حصہ لے سکتے ہیں۔ مرد اگر کوشش کرے کہ میری بیوی سمجھدار ہو، اس کو اعلیٰ ترقیات حاصل ہو جائیں، تو جب وہ تمہارے تابع چلے گی تو تم امام ہو گے اور بیوی ماموم۔ اسی طرح اگر بیوی اپنی اولاد کی اعلیٰ تربیت کرے تو وہ امام ہو گی اور اولاد ماموم اور اولاد کے نیک کام بھی تمہاری طرف ہی منسوب کئے جائیں گے۔ تم قبر میں سو رہی ہو گی مگر جب تمہارے بچے صبح کی نماز پڑھیں گے تو فرشتے لکھ رہے ہوں گے کہ اس بی بی نے صبح کی نماز پڑھی، تم قبر میں سو رہی ہو گی اور فرشتے لکھ رہے ہوں گے کہ اس بی بی نے ظہر کی نماز پڑھی، تم قبر میں سو رہی ہو گی اور فرشتے لکھے رہے ہوں گے کہ اس بی بی نے عصر کی نماز پڑھی۔ چاروں طرف خاموشی ہو گی، تارے جگمگا رہے ہوں گے، لوگ سو رہے ہوں گے، لیکن اگر تم نے اپنی اولاد کو تہجد کی عادت ڈالی ہو گی تو فرشتے لکھ رہے ہوں گے کہ اس نے تہجد کی نماز پڑھی۔ کتنی عظیم الشان ترقی ہے جو تم حاصل کر سکتی ہو۔

اُولٰٓئِكَ يُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا جولوگ خدا تعالیٰ کیلئے اس قسم کے نیک کام کریں گے، کوشش کریں گے کہ ان کے بچے نیک ہو جائیں، فرمایا قیامت کے دن ہم ان کو اعلیٰ سے اعلیٰ جگہ دیں گے۔ جس طرح دنیا میں انہوں نے بچوں کو چوری سے، جھوٹ سے، فریب سے اور اسی طرح اور بدیوں سے بچایا اور جس طرح انہوں نے دنیا میں سلامتی پھیلائی اسی طرح جب وہ جنت میں جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ وہ بندے ہیں جن سے میرے بندے امن میں رہے۔ جاؤ آج ان کو سلامتی دو اور انہیں دارالسلام میں داخل کر دو۔

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا۔ اس کے بدلہ میں وہ ہمیشہ ہمیش جنت میں رہیں گے۔

قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ ۚ فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا فرماتا ہے۔ یاد رکھو! تم اسی وقت تک مجھے پسندیدہ ہو جب تک تم ہماری باتیں مانو گی اگر تم ہماری باتیں نہ سنو گی تو تمہارا خدا تمہاری کوئی پرواہ نہیں کرے گا اور اس کا وبال تمہارے سر پر پڑے گا۔ تم اس دنیا میں بھی ذلیل ہو گی اور تمہاری اولاد بھی برکتوں سے محروم رہے گی۔

کتنا خطرناک وعید اور انذار ہے، کاش تم سمجھو۔ کاش تم اپنی اصلاح کرو۔ کاش! تم خدا کی باتوں کی طرف توجہ دو اور کاش! خدا تمہارے دلوں کو پاک کر دے۔ اگر تمہاری اولادیں دین کی خدمت کریں گی تو تم بھی ان کی نیکیوں میں حصہ دار ہو گی۔ اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی۔

میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تم کو نیک عمل کرنے کی توفیق دے اور اپنی برکتیں تمہارے گھروں پر نازل فرمائے۔

(مصباح مارچ ۱۹۴۰ء)

---

١ البقرة: ۲۲۹

٢ الجامع الصغير للسيوطی الجزء الاوّل صفحہ ۱۲۵ مطبوعہ مصر ۱۳۲۱ھ

٣ ابوداؤد کتاب الزکوۃ باب الْمَرْأَةُ تصدق من بیت زوجها (مفہوماً)

٤ الفرقان: ۷۳ تا ۷۸